

کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔

بادۂ دوشینہ : گزشتہ شب کی پی ہوئی شراب۔

شرح : خواجہ حالی فرماتے ہیں :

”بادۂ دوشینہ یعنی رات کی پی ہوئی شراب، جو مرنے سے پہلے پی بھتی

محض ازراہ شوخی کے کہتا ہے کہ نکیرین کے سوال و جواب سے

بچنے کی کوئی تدبیر اس کے سوا نہیں کہ شراب پی کر مرے تاکہ نکیرین

اس کی بُو کی کراہت سے بغیر سوال جواب کیے چلے جائیں۔“

مرزا کو شراب کی بُو سے منکر نکیر کے گھبرا کر بھاگ جانے کا اتنا یقین ہے کہ

ایک مسلم حقیقت کی بنا پر پوچھتے ہیں، ظاہر ہے کہ نکیرین گھبرا کے نہ بھاگیں گے؛

البتہ شرط یہ ہے کہ شب گزشتہ کی پی ہوئی شراب کی بُو منہ سے آئے۔

دیکھیے، نکیرین کے سوال و جواب کا معاملہ ماورائے محسوسات ہے اور

انسانی عقل و فہم محسوسات پر مبنی ہے۔ یہ معاملہ محسوسات کا نہیں، لیکن مرزا

پورے معاملے کو محسوسات کے عالم میں لے آئے ہیں۔ جس طرح عام شراب نہ

پینے والوں کو اس کی بُو سے کراہت ہوتی ہے، اسی طرح مرزا فرض کیے بیٹھے

ہیں کہ فرشتوں کو تقدس و پاکیزگی کی بنا پر بہت زیادہ کراہت ہوگی۔ اگر شراب پی

کر مرے تو سانس کی آمد و رفت ختم ہو جانے کے باوجود منہ سے ضرور بُو آئے گی

اور فرشتے سراپا روح ہونے کے باعث اُس بُو کی تاب نہ لاسکیں گے۔ یوں

سوال و جواب کی منزل بہ خیر و عافیت گزر جائے گی۔

۵۔ شرح : خواجہ حالی فرماتے ہیں :

اس شعر کا مفہوم یہ ہے کہ رنج اور تکلیف سب خدا کی طرف سے ہے۔

مطلب یہ، ہم جسے بھی دیکھتے ہیں، اے محبوب حقیقی! یہی جانتے ہیں کہ تو

ہے۔ جلد قتل کے لیے آتا ہے، ہم اس سے بالکل نہیں ڈرتے، کیونکہ اس کے

پس پردہ تو کار فرما ہے۔ جو کچھ ہے تیری رضا اور تیرے حکم سے ہو رہا ہے۔ اس